بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

احسان کیا ہے ؟

حدیث جبرائیلؑ کا ایک حصہ

.........قَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا الْإِحْسَانُ قَالَ أَنْ تَعْبُدَ اللَّهَ كَأَنَّكَ تَرَاهُ فَإِنَّكَ إِنْ لَا تَرَاهُ فَإِنَّهُ يَرَاكَ..........

..........اس نے عرض کیا اے اللہ کے رسول احسان کس کو کہتے ہیں؟ فرمایا احسان یہ ہے کہ تم اللہ تعالیٰ کی عبادت اس طرح کرو گویا تم اس کو دیکھ رہے ہو اور اگر تم اس کو نہیں دیکھ رہے تو (کم از کم اتنا یقین رکھو) کہ وہ تم کو دیکھ رہا ہے..........

صحیح مسلم: جلد اول: حدیث نمبر 100

یہ حدیثِ جبریلؑ کا ایک حصہ ہے اسکے الفاظ یہ نہیں ہیں کہ " احسان یہ ہے کہ گویا کہ تم اللہ تعالیٰ کو دیکھ رہے ہو" بلکہ الفاظ یہ ہیں کہ " احسان یہ ہے کہ تم اللہ تعالیٰ کی عبادت اس طرح کرو گویا کہ تم اسے دیکھ رہے" تو پتہ چلا کہ یہاں اللہ تعالیٰ کی عبادت کا ذکر احسان کے ساتھ ہو رہا ہے نہ کہ اللہ تعالیٰ کو دیکھنے کا۔

عبادت صرف نماز ہی تک محدود نہیں بلکہ یہ انسان کی پوری زندگی پر محیط ہے۔عبادت کا مطلب ہے ہر لمحہ زندگی کا اللہ تعالیٰ کی کامل اطاعت میں گزارنا۔احسان کا مطلب ہے کسی کام کو بہترین انداز میں ادا کرنا۔لہذا یہاں سمجھنے میں کوئی اشکال نہیں رہتا کہ ہمیں اپنی زندگی اللہ تعالیٰ کی کامل اطاعت میں گزارنی چاہیے اور یہاں اسی مفہوم میں عبادت اور احسان کا ذکر ہوا ہے۔اور کامل اطاعت اسی وقت ممکن ہے جب اس میں " رضا" کا عنصر شامل ہو۔ حدیث کے اس حصے میں تھوڑا سا غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ احسان کی کیفیت کو پانے کے لیے نبی ﷺ نے احسان کے متعلق دو باتیں ارشاد فرمائیں ہیں۔ پہلی کیفیت کے بارے میں فرمایا کہ " گویا کہ تو اسے دیکھ رہا ہے" جبکہ پہلی کیفیت نہ ہونے کی صورت میں دوسری کیفیت کے متعلق فرمایا کہ "پس بے شک وہ تو تجھے دیکھ رہا ہے" اب ہم احسان کی ان دونوں کیفیتوں کے بارے میں جاننے کی کوشش کریں گے کہ ان کا قرآن وسنت کی روشنی میں کیا مطلب ہے اور ان دو کیفیتوں میں کیا فرق ہے چناچہ ہم احسان کی دونوں کیفیتوں کو دو درجوں میں تقسیم کر سکتے ہیں۔

پہلا درجہ (مقربینِ الٰہی)

کانک تراہ (گویا کہ تو اسے دیکھ رہا ہے)

اس حدیث میں یہ حقیقت بیان کی گئی ہے کہ جس طرح ایک شخص اپنے محبوب کو سامنے دیکھتا ہے اور اس سے ایک پل کے لیے بھی جدا نہیں ہونا چاہتا اور اس کیفیت کو برقرار رکھنے کے لیے محبوب اپنے چاہنے والے سے کامل اطاعت کی شرط لگاتا ہے تو وہ شخص اپنے آپ کو اپنے محبوب کے ہر حکم کے آگے بلا چون وچرا جھکا دیتا ہے کیوں کہ وہ نہیں چاہتا کہ معصیتوں اور گناہوں کے دلدل میں پھنستا چلا جائے اور اپنے آپ کو اپنے محبوب کے رخِ انور کے دیدار سے محروم کرلے۔اس بات کی وضاحت ان آیات سے بھی ہوتی ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:-

وَمِنَ النَّاسِ مَن يَشْرِي نَفْسَهُ ابْتِغَاءَ مَرْضَاتِ اللَّهِ ۗ وَاللَّهُ رَءُوفٌ بِالْعِبَادِ ﴿٢٠٧﴾

اور بعض لوگ وہ بھی ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی رضامندی کی طلب میں اپنی جان تک بیچ ڈالتے ہیں اور اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر بڑی مہربانی کرنے والا ہے۔

قرآن، سورت البقرۃ، آیت نمبر 207

قُلْ إِنَّ صَلَاتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ﴿١٦٢﴾

آپ فرما دیجئے کہ بالیقین میری نماز اور میری ساری عبادت اور میرا جینا اور میرا مرنا یہ سب خالص اللہ ہی کا ہے جو سارے جہان کا مالک ہے۔

قرآن، سورت الانعام، آیت نمبر 162

وَمَن يُسْلِمْ وَجْهَهُ إِلَى اللَّهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقَىٰ ۗ وَإِلَى اللَّهِ عَاقِبَةُ الْأُمُورِ ﴿٢٢﴾

جو شخص اپنا رخِ اطاعت اللہ کی طرف جھکا دے اور وہ (اپنے عمل اور حال میں) صاحب احسان بھی ہو تو اس نے مضبوط حلقہ کو پختگی سے تھام لیا، اور سب کاموں کا انجام اللہ ہی کی طرف ہے۔

قرآن، سورت لقمٰن، آیت نمبر 22

ثُمَّ أَوْرَثْنَا الْكِتَابَ الَّذِينَ اصْطَفَيْنَا مِنْ عِبَادِنَا ۖ فَمِنْهُمْ ظَالِمٌ لِّنَفْسِهِ وَمِنْهُم مُّقْتَصِدٌ وَمِنْهُمْ سَابِقٌ بِالْخَيْرَاتِ بِإِذْنِ اللَّهِ ۚ ذَٰلِكَ هُوَ الْفَضْلُ الْكَبِيرُ ﴿٣٢﴾

پھر ہم نے ان لوگوں کو (اس) کتاب کا وارث بنایا جن کو ہم نے اپنے بندوں میں پسند فرمایا۔ پھر بعضے تو ان میں اپنی جانوں پر ظلم کرنے والے ہیں اور بعضے ان میں متوسط درجے کے ہیں اور بعضے ان میں اللہ کی توفیق سے نیکیوں میں ترقی کئے چلے جاتے ہیں یہ بڑا فضل ہے۔

قرآن، سورت فاطر، آیت نمبر 32

اوپر بیان کردہ آیات سے معلوم ہوتا ہے کہ پہلے درجے والے اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کی کامل اطاعت میں دے دیتے ہیں چونکہ ایسے لوگوں میں قربانی اور جانثاری کا جذبہ بدرجہ اتم موجود ہوتا ہے اس لیے وہ اپنی جان ومال کی بھی پرواہ نہیں کرتے گویا کہ وہ اپنی " رضا " کو فقط اللہ تعالیٰ کی " رضا و قضا " کی خاطر بیچ دیتے ہیں۔ وہ نیکوکاری میں دوسروں سے بازی لے جاتے ہیں اور دوسروں کے لیے قابلِ اتباع بن جاتے ہیں۔ اس طرح یہ لوگ اللہ تعالیٰ کے فضل کے صحیح حقدار ٹھہرتے ہیں۔ یہ لوگ حقیقت میں " سمعنا و اطعنا " اور " اشد حب للہ " کی عملی تفسیر بن جاتے ہیں۔ یہی " سابقون " یعنی " مقربینِ الٰہی " کا معزز خطاب پاتے ہیں۔

دوسرا درجہ (اصحاب الیمین)
فانہ یراک (پس بیشک وہ تو تجھے دیکھ رہا ہے)

ہم نے پہلے حصے میں بتایا کہ عبادت کا سب سے اونچا معیار اور مقام تو یہی ہے کہ اپنے آپ کو ہر پہلو سے اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دو اور اسی مقام کو حاصل کرنے کی تمہیں جدوجہد اور محنت کرنی چاہیے تاہم اگر تم اس معیار پر پورا نہیں اترتے اور دین کے ہر پہلو پر اگر عمل کرنا تم کو دشوار نظر آتا ہے اور طبیعت میں " رضا " کے عنصر کے ساتھ ساتھ " جبر " کی بھی آمیزش ہے تو فرائض کی پابندی اور محرمات کے ارتکاب سے اجتناب کرتے ہوئے کم از کم اس بات سے تو بے خبر اور بے نیاز نہ رہو کہ ایک باطن ہستی تم کو ہر آن اور ہر وقت تم پر نظر رکھے ہوئے ہے جس سے تمہاری کوئی چیز بھی پوشیدہ نہیں۔

اس دوسرے پہلو کی وضاحت ان آیات سے بھی ہوتی ہے:-

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:-

إِن تَجْتَنِبُوا كَبَائِرَ مَا تُنْهَوْنَ عَنْهُ نُكَفِّرْ عَنكُمْ سَيِّئَاتِكُمْ وَنُدْخِلْكُم مُّدْخَلًا كَرِيمًا ﴿٣١﴾

اگر تم بڑے گناہوں سے بچتے رہو گے جس سے تم کو منع کیا جاتا ہے تو ہم تمہارے چھوٹے گناہ دور کر دیں گے اور عزت و بزرگی کی جگہ داخل کریں گے۔

قرآن، سورت النساء آیت نمبر 31

وَالَّذِينَ يَجْتَنِبُونَ كَبَائِرَ الْإِثْمِ وَالْفَوَاحِشَ وَإِذَا مَا غَضِبُوا هُمْ يَغْفِرُونَ ﴿٣٧﴾

اور کبیرہ گناہوں سے اور بے حیائیوں سے بچتے ہیں اور غصے کے وقت (بھی) معاف کر دیتے ہیں۔

قرآن، سورت الشوریٰ آیت نمبر 37

الَّذِينَ يُنفِقُونَ فِي السَّرَّاءِ وَالضَّرَّاءِ وَالْكَاظِمِينَ الْغَيْظَ وَالْعَافِينَ عَنِ النَّاسِ ۗ وَاللَّهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ ﴿١٣٤﴾ وَالَّذِينَ إِذَا فَعَلُوا فَاحِشَةً أَوْ ظَلَمُوا أَنفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللَّهَ فَاسْتَغْفَرُوا لِذُنُوبِهِمْ وَمَن يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا اللَّهُ وَلَمْ يُصِرُّوا عَلَىٰ مَا فَعَلُوا وَهُمْ يَعْلَمُونَ ﴿١٣٥﴾

اور اللہ احسان کرنے والوں سے محبت فرماتا ہے جب ان سے کوئی ناشائستہ کام ہو جائے یا کوئی گناہ کر بیٹھیں تو فوراً اللہ کا ذکر اور اپنے گناہوں کے لئے استغفار کرتے ہیں فی الواقع اللہ تعالیٰ کے سوا اور کون گناہوں کو بخش سکتا ہے؟ اور وہ لوگ باوجود علم کے کسی برے کام پر اڑ نہیں جاتے۔

قرآن، سورت آل عمران آیت نمبر 134-135

وَلِلَّهِ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ لِيَجْزِيَ الَّذِينَ أَسَاءُوا بِمَا عَمِلُوا وَيَجْزِيَ الَّذِينَ أَحْسَنُوا بِالْحُسْنَى ﴿٣١﴾ الَّذِينَ يَجْتَنِبُونَ كَبَائِرَ الْإِثْمِ وَالْفَوَاحِشَ إِلَّا اللَّمَمَ ۚ

اور اللہ ہی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے تاکہ اللہ تعالیٰ برے عمل کرنے والوں کو ان کے اعمال کا بدلہ دے اور نیک کام کرنے والوں کو اچھا بدلہ عنایت فرمائے اور ان لوگوں کو جو بڑے گناہوں سے بچتے ہیں اور بے حیائی سے بھی سوائے کسی چھوٹے گناہ کے۔

قرآن، سورت النجم آیت نمبر 31-32

ان آیات سے اس بات پر روشنی پڑتی ہے کہ اس مقام اور درجہ میں ایسے لوگوں کا رویہ پہلے درجے کے لوگوں سے مختلف ہے۔ وہ اطاعت تو اللہ تعالیٰ ہی کی کرتے ہیں اور اس ہی کے حکم پر چلنے کی کوشش کرتے ہیں مگر وہ کبھی شیطان یا اپنے نفس کے نرغے میں آ کر بسا اوقات معصیت کا شکار ہو جاتے ہیں اور کچھ تو کبائر کا بھی ارتکاب کر جاتے ہیں مگر ان کی یہ کیفیت محض تھوڑی دیر تک ہی رہتی ہے اور وہ جلد ہی اپنے پروردگار کے حضور توبہ واستغفار کر کے اپنی اصلاح کر لیتے ہیں۔ وہ معصیت میں مبتلا رہنے کی کیفیت کو اپنا شعار نہیں بناتے بلکہ ہر وقت اپنے خالق و مالک کی بندگی کرنے کی کوشش میں لگے رہتے ہیں۔ چناچہ اگر وہ نیکی کا رویہ اپنائیں رکھیں اور برائیوں میں اتنے نہ پھنسیں کہ کبائر تک نوبت آئے تو اللہ تعالیٰ کی رحمت اتنی محدود نہیں کہ انہیں صرف صغائر کے ارتکاب پر عذاب دے بلکہ وہ انکی چھوٹی خطاؤں اور گناہوں سے درگزر فرمائے گا اور انہیں عزت کا مقام و مرتبہ بھی عطاء فرمائے گا۔

ایک حدیث کی روشنی میں وضاحت اور درجوں کا فرق

..........وَمَا تَقَرَّبَ إِلَيَّ عَبْدِي بِشَيْءٍ أَحَبَّ إِلَيَّ مِمَّا افْتَرَضْتُ عَلَيْهِ وَمَا يَزَالُ عَبْدِي يَتَقَرَّبُ إِلَيَّ بِالنَّوَافِلِ حَتَّى أُحِبَّهُ..........

..........اور میرا بندہ میری فرض کی ہوئی چیزوں کے ذریعہ میرا قرب حاصل کرتا ہے اور میرا بندہ ہمیشہ نوافل کے ذریعے مجھ سے قرب حاصل کرتا ہے یہاں تک کہ میں اس سے محبت کرنے لگتا ہوں..........

صحیح بخاری: جلد سوم: حدیث نمبر 1449

حدیث کا یہ حصہ بھی اس بات کی وضاحت کرتا ہے کہ دوسرے درجے والوں کا رجحان زیادہ تر فرائض کی ادائیگی کی طرف ہوتا ہے جبکہ پہلے درجے والے فرائض کے علاوہ نوافل کو بھی ادا کرنے کی سعادت حاصل کرتے ہیں اور یہی لوگ اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے زیادہ محبوب ہوتے ہیں۔

لہذا اس توضیح و تشریح کے بعد یہ بات سمجھنے میں کوئی دقت نہیں رہتی کہ " احسان" کا پہلا درجہ (مقربینِ الٰہی) " کانک تراہ " اور دوسرا درجہ (اصحاب الیمین) " فانہ یراک " کا کیا مطلب اور فرق ہے۔